



قیمت: 10 روپے

فَرَمَانَ رَسُولِ أَكْرَمِ اللَّهِ ﷺ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر سے وضو کیا، پھر مسجد
قبا آیا، اس میں نماز اداء کی تو گویا اس کے لیے ایک عمرے کا ثواب
ہے۔ (الرسالة الامينية في فضائل المدينة)

ہمسیر محکمہ اٹھارے
مدینہ... مدینہ



دریاری رسالت
میں ایک مقلد

جنتنا امریکہ

لُحْت

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ
بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرامِ مدینہ
مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مددِ نظر احترامِ مدینہ
مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ
نگاہوں میں سلطانت ہیج ہو گئی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ
سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ
ہو آزاد اخترِ غم دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ



اللہ تعالیٰ سے ”شرح صدر“ کا سوال ہے.....

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي

شرح صدر کیا ہے؟ ہمت، یقین، دل کی روشنی اور طاقت.....

”مدینہ مدینہ“ میں..... ”صدر“ یعنی سینے اور دل پر محنت فرمائی جاتی تھی..... وہاں ”شرح صدر“ کی نعمت حاصل کرنے کے طریقے سکھائے جاتے تھے..... وہاں مُردہ دلوں کو ”زندہ“ کرنے کا نصاب تھا..... چند دل زندہ ہوئے تو..... ساری دُنیا کے ”مُردہ دل“ اُن کے سامنے نہ ٹھہر سکے..... ایک ”زندہ“ انسان لاکھوں، کروڑوں مُردوں پر بھاری ہوتا ہے..... دل کی طاقت..... بجلی، ہوا اور آگ کی طاقت سے زیادہ ہے..... دل کی وسعت..... سمندروں کی وسعت سے بڑی ہے.....

”مدینہ منورہ“ میں ماحول ملا..... آزادی ملی..... دلوں پر جم کر محنت ہوئی..... حضرات صحابہ کرام تیار ہوئے..... زندہ دل ایک جگہ چین سے نہیں بیٹھتا..... وہ ”زندگی“ پھیلانے کے لئے بے تاب ہوتا



ہے..... حضرات صحابہ کرام..... حضرت آقا محمد منی ﷺ کی قیادت میں چل پڑے..... بدر، احد، حمراء الاسد، حدیبیہ، خیبر..... اور پھر مکہ مکرمہ اور تبوک..... زندہ دل جماعت تیار ہو گئی تو..... اللہ تعالیٰ کی ”محبت“ نے اپنے ”محبوب ترین“ فرد کو اپنے پاس بلا لیا..... شرح صدر تھا..... غمگین عاشق صحابہ کرام یہ صدمہ بھی سہہ گئے..... اور پھر مشرق و مغرب میں آگے بڑھتے چلے گئے..... زندہ دل..... بزدل نہیں ہوتے..... اس لئے کوئی خوف اُن کا راستہ نہ روک سکا..... زندہ دل..... بخیل نہیں ہوتے..... اس لئے کچھ جمع کرنے کا شوق ان کے پاؤں کی زنجیر نہ بن سکا.....

زندہ دل..... حریص اور لالچی نہیں ہوتے..... اس لئے کسی عہدے..... عزت اور مال کی خواہش ان کے گلے کا طوق نہ بن سکی.....

زندہ دل..... خود غرض نہیں ہوتے..... اس لئے وہ کبھی اپنی ذات کی فکروں میں غرق نہیں ہوئے..... زندہ دل..... سست نہیں ہوتے..... اس لئے وہ کسی موقع پر بھی سستانے کے لئے نہ رُکے..... زندہ دل..... غافل نہیں ہوتے..... اس لئے اہل، اولاد یا زمینوں، مویشیوں نے انہیں..... ان کے فرض اور کام سے نہ روکا..... زندہ دل..... چھوٹے نہیں ہوتے..... اس لئے کبھی انہوں نے اپنے کام اور اپنے عمل کو..... بہت یا کافی سمجھ کر چھٹی کا نہیں سوچا.....

وہ آگے بڑھتے گئے..... اپنے ساتھ ہر طرف ”زندگی“ پھیلاتے گئے..... ہر تاریکی کو روشنی سے بدلتے گئے..... دُنیا کی طاقتیں..... پانچ سو سال سے..... اپنے دشمنوں کو دبانے یا ہرانے کے لئے..... جو نسخے ایجاد کر چکی تھیں..... ”مدینہ مدینہ“ کی تربیت یافتہ جماعت پر..... اُن میں سے کوئی نسخہ..... کارآمد ثابت نہ ہوا..... نہ وہ عسکری طاقت سے دَبے..... اور نہ..... مال، زریازن کی کشش ان کے خلاف کوئی..... سازش بن سکی..... اور یوں..... صرف تیس سال میں..... اسلام سب سے بڑا دین..... اور مسلمان دنیا کی سب سے بڑی قوت بن گئے.....

بنائے دلوں کو مدینہ مدینہ
سنوارے دلوں کو مدینہ مدینہ

شجاعت ، بسالت ، فقر و توکل
 سکھائے دلوں کو مدینہ مدینہ
 مسلمانو! دیکھو وہ منزل کھڑی ہے
 بلائے دلوں کو مدینہ مدینہ



پھر اس کے بعد..... چودہ صدیاں بیت گئیں..... تاریخ کی کتابیں اور قبرستان بھر گئے..... اس پورے عرصے میں..... مسلمانوں کو جب بھی..... ”مدینہ مدینہ“ کے فیض سے شرح صدر پانے والے حاکم ملے..... مسلمان آگے بڑھے..... انہوں نے ہر زمانے میں قرونِ اولیٰ کی یادیں تازہ کیں..... سمندر ہوں یا پہاڑ..... یہودی ہوں یا صلیبی..... کوئی ان کے سامنے نہ ٹھہر سکا..... لیکن جب بھی..... مسلمانوں کی حکومت..... ”مدینہ مدینہ“ کے فیض سے محروم..... افراد کے ہاتھ میں آئی..... قوم پرست، علاقہ پرست، عہدہ پرست، لسانیت پرست، شہوت پرست..... عیاش، سفاک، بزدل..... نام کے مسلمان..... دل کے کافر..... خود کو حکمت و عقل کا تاجدار سمجھنے والے منافق..... جن کی حکمت و عقل کا خلاصہ..... غلامی قبول کرنے..... اپنا دفاع کرنے..... اپنی خواہشات پوری کرنے میں بند تھا..... تب..... مسلمان پیچھے گرے..... مظلوم ہوئے..... غلام بنے..... اور ان کے خون سے دریاؤں کا رنگ سرخ ہوا مگر ان حالات میں بھی..... ”مدینہ مدینہ“ کے مسجد نبوی والے ”صفے“، یعنی چبوترے کی محنت..... زیر زمین کام کرتی رہی..... حکومتیں چھن گئیں مگر ”کلمہ طیبہ“ بہت سے دلوں میں سلامت رہا..... علاقے چھن گئے مگر..... دین کی چنگاری نہ بجھی..... اذانیں بند ہو گئیں تو..... مکانوں کے نیچے غاروں میں..... اللہ اکبر، اللہ اکبر..... گونجنے لگا..... کھلے عام نمازوں پر پابندی لگی تو..... چار پائیوں کے نیچے رات کی تاریکی میں سجدے جا گئے لگے..... مدینہ مدینہ کی ٹھنڈی ہوائیں..... درود و سلام کے راستے پورے عالم میں چلتی رہیں..... دُنیا حیران ہے کہ..... منگولوں کا طوفان جب سب کچھ بھسم کر کے فتح کا جشن منانے کو تھا تو اسی وقت..... خود ان کے خیموں میں..... اذان بلند ہو گئی..... وہ صدے

میں آئے اور ٹوٹ گئے..... صلیبیوں کی یلغار جب میلوں تک اپنے لشکر پھیلا کر مسجد اقصیٰ پر قابض ہو گئی..... اور اعلان کر دیا گیا کہ اب..... مسلمانوں کی کمر ٹوٹ چکی ہے..... اور وہ روزِ قیامت تک یہ..... مقدس سرزمین واپس نہیں لے سکتے تو تبھی..... ایک کمسن نوجوان نے ”مدینہ مدینہ“ کا فیض پایا..... قسم کھائی اور مسجد اقصیٰ صلیبیوں کے خونخوار منہ سے چھین لی..... سوویت یونین کا ہتھوڑا اور درانتی جب ایک موذی اژدھے کی طرح..... کئی مسلمان ممالک کو نگل گیا..... اور بے عقل فاتحین نے..... اسلام کے جنازے تک نکال لئے تو..... صرف ستر سال بعد..... یہی سوویت یونین ٹوٹ گیا..... اور بیک وقت ہزاروں مساجد کے مینار..... اللہ اکبر، اللہ اکبر..... سنانے لگے.....

ابھی کل کی بات ہے..... ٹُرکی کو دیکھ لیں..... ہمارے ملک کا ایک بددین حکمران..... بات بات پر ٹُرکی کے حوالے دیتا تھا کہ وہ..... کیسا روشن خیال ملک ہے..... ہمارے کئی لبرل کالم نویس ترکی کا تذکرہ کر کے..... اہل پاکستان کو ڈراتے تھے کہ یہاں بھی ایک..... کمال اتا ترک آئے گا..... وہ یہاں کے مدارس بند کر دے گا..... مولوی کے چہرے سے داڑھی کا نور چھین لے گا..... مساجد کو اپنے کنٹرول میں لے کر..... عربی اذان پر پابندی لگا دے گا..... برقع اور حجاب کو ماضی کا قصہ بنا دے گا..... ایسے کئی کالم آپ نے دس بارہ سال پہلے پڑھے ہوں گے یعنی ”ترکی“ اسلام سے مکمل اور کامیاب بغاوت کا استعارہ بن چکا تھا..... ابھی صرف چھ سات سال پہلے تک ترکی کے کسی اسکول میں..... بچیوں اور عورتوں کو..... سر ڈھاپنے کی اجازت نہیں تھی..... اسلام کی تبلیغ پر جرمانے..... اور برقع پر سزائیں لگتی تھیں..... مگر آج کیا حالات ہیں؟..... ترکی میں قسطنطنیہ کی فتح کا جشن منایا گیا..... کئی فنکاروں نے مجاہدین کا روپ دھار کر..... مکمل داڑھی شریف اور لمبے بالوں کے ساتھ..... ہاتھوں میں..... اسلحہ لے کر..... جذباتی تقریریں کیں..... پوری دنیا کے علماء کا اجلاس ترکی میں بلایا گیا..... اب وہاں برقعے، اسکارف اور پردے کی بھی اجازت ہے..... ساری دنیا تملتا رہی ہے..... مگر ترکی..... ”کمالسٹ الحاد“ سے نکل کر..... آہستہ آہستہ عثمانی خلافت کے دور کی طرف جا رہا ہے..... ممکن ہے کوئی سازش ہو جائے..... اور وقتی طور پر کچھ عرصے کے لئے یہ ترقی رُک جائے..... مگر قوم کا رُخ..... اب ”مدینہ مدینہ

“کی طرف ہو چکا ہے..... اور تڑک مسلمان جس طرف چل پڑتے ہیں منزل سے پہلے نہیں رکتے.....
اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائیں اور وہاں جو افراد..... خیر کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں..... ان کی ہر سازش
اور فریب سے حفاظت فرمائیں..... اور ہمیں بھی اپنے قریب..... کوئی سچا، غیر تمند مسلمان حکمران.....
دیکھنے کی سعادت نصیب فرمائیں..... جو ”مدینہ مدینہ“ سے فیض حاصل کرے.....

ہمیں بھی جگا دے مدینہ مدینہ
ہمیں بھی اٹھا دے مدینہ مدینہ
غلامی کی ذلت میں اوندھے پڑے ہیں
ہمیں بھی دوا دے مدینہ مدینہ
نہ عزت ، نہ غیرت ، وفا ہے نہ ہمت
ہمیں کچھ سکھا دے مدینہ مدینہ

☆.....☆.....☆

چودہ سو سال کی اس..... اُبھرتی ڈوبتی تاریخ سے..... ہمارے دشمنوں نے یہ سیکھ لیا ہے کہ.....
مسلمانوں سے لڑنا..... اور لڑ کر ان کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے..... ان کو ختم کرنے..... مٹانے اور دبانے کا
بس ایک ہی طریقہ ہے..... یہ طریقہ کیا ہے؟..... اور کس طرح سے بروئے کار لایا جا رہا ہے..... یہ اگلی
مجلس میں ان شاء اللہ

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم

تسلیما کثیرا کثیرا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

○.....○.....○

فرعون وقت امریکا کو رونا کے عذاب میں مبتلا تو تھا ہی کہ اندرونی خلفشار اور لوٹ مار کی گرم بازاری نے مرے پر سوڈرے کا کام کر دیا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

کو رونا نے امریکا میں سب سے زیادہ تباہی پھیلانی۔ ابھی بی بی سی اردو پر آج کی خبریں سنیں۔

متاثرین اور اموات کی تعداد کے اعتبار سے امریکا دنیا میں اس وقت بھی سرفہرست ہے۔ متاثرین کی تعداد ۱۹ لاکھ جبکہ ہلاک شدگان کا عدد ایک لاکھ دس ہزار سے متجاوز ہے۔ کروڑ سے زائد لوگ اپنی نوکریوں سے برخاست کئے جا چکے ہیں، کساد بازاری اور بے روزگاری کے سبب جرائم کی شرح میں ۱۰۰ فیصد سے زائد اضافہ ہو چکا ہے جبکہ کرونا اور اس کے بعد کے حالات کے خوف کی وجہ سے نشے کی لت کا معاشرے میں یومیہ پندرہ فیصد سے زائد اضافہ ہو رہا ہے۔

چند دن قبل امریکا میں سول سوسائٹی کی طرف

سے عدالت میں اس حوالے سے مختلف

پٹیشنز دائر کی گئیں کہ کرونا کے

سبب معیشت اور تعلیم کا بے حد

حرج ہو رہا ہے اور معاشرتی

اقدار کو زبردست نقصان پہنچ

رہا ہے لہذا حکومت کو ہدایات

جاری کی جائیں کہ وہ لاک

ڈاؤن ختم کر کے کاروبار زندگی کو

بحال کرے۔ اتنا جانی نقصان کرونا سے نہیں

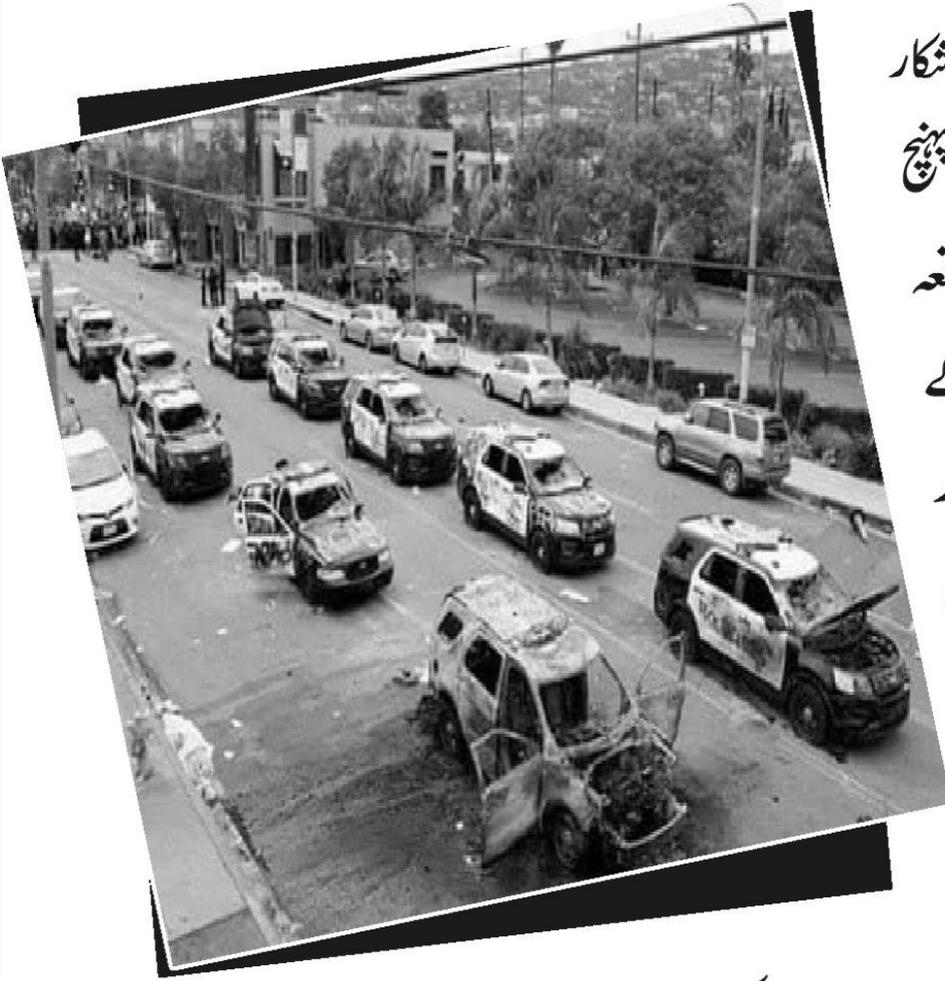
جنتا امریکا



ہوا جس قدر اس لاک ڈاؤن کے اثرات سے جنم لے رہا ہے۔ عدالت نے اس سلسلے میں کچھ ہدایات جاری بھی کر دیں۔ امریکی عوام بے تابی سے منتظر تھے کہ عدالت کے احکام کی روشنی میں حکومت جلد لاک ڈاؤن اٹھانے کا اعلان کر دے گی اور شہروں کی رونق اور چہل پہل بحال ہو جائے گی لیکن ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا جس نے امریکا کو بدترین حالات میں مبتلا کر دیا۔

ایک 43 سالہ سیاہ فام شخص کو امریکی پولیس اہلکار نے دن دیہاڑے سڑک پر گلا دبا کر مار ڈالا۔ وقوعہ پر موجود افراد نے اس منظر کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ویڈیو جنگل کی آگ سے بھی تیز رفتار کے ساتھ پوری دنیا میں پھیل گئی۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہرگز نہیں تھا بلکہ پولیس کے ہاتھوں دوران گرفتاری یا دوران حراست لوگوں کا مارا جانا امریکہ میں ایک معمول کی بات ہے۔

کل بی بی سی عربی پر ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا۔ اس کے مطابق امریکی پولیس دنیا میں سب سے ظالم اور بد اخلاق فورس ہے۔ امریکہ میں پولیس کے ہاتھوں اس طرح کے واقعات میں قتل ہونے والے افراد کی تعداد اوسطاً چھ ہزار سالانہ ہے اور اس بد سلوکی کا نشانہ سب سے زیادہ سیاہ فام امریکی بنتے ہیں۔ اور دوسرے درجے میں لاطینی امریکہ اور عرب ممالک سے نسلی تعلق رکھنے والے امریکی شہری۔ سفید فام امریکیوں کو اس سلسلے میں بہت کم شکایات ہیں۔ اس پر مزید ظلم یہ ہے کہ اس طرح کے واقعات میں پولیس کے خلاف مقدمہ صرف چھ یا سات فیصد واقعات میں درج ہوتا ہے اور ان واقعات میں ملوث پولیس اہلکاروں کو سزا ملنے کی شرح صرف ایک فیصد ہے۔ یہ سزا بھی قتل کے جرم پر نہیں صرف بے احتیاطی اور فرائض کی ادائیگی میں معمولی پیشہ ورانہ غفلت کے جرائم پر دی جاتی ہے جو معمولی سے جرمانے یا کچھ عرصے کی معطلی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ واقعات البتہ وہاں میڈیا میں رپورٹ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے سیاہ فام امریکی طبقے میں غم و غصہ بڑھتا ہے۔ حالیہ واقعہ بھی اسی طرز عمل کا تسلسل ہی تھا۔ لیکن کرونا کے ہاتھوں گھٹن،



بے روزگاری اور تنہائی کا شکار
 قوم جس ذہنی کیفیت کو پہنچ
 چکی تھی اس کے لئے یہ واقعہ
 اس غیض و غضب کے
 اظہار کا بہانہ بن گیا اور
 ایک دم سے لاکھوں سیاہ
 فام افریقی اور ان کے
 ساتھ دیگر غیر منصفانہ
 برتاؤ کا شکار طبقات بے

قابو ہو کر سڑکوں پر نکل آئے اور پھر دنیا بھر کو تہذیب، تمدن، سماجی اخلاقیات اور
 ایمانداری کے درس دینے والے امریکہ نے وحشت، تشدد، لوٹ مار اور غیر انسانی مار دھاڑ کے وہ
 مناظر دیکھے کہ الامان الحفیظ۔

صرف ایک ہفتے میں جلاؤ گھیراؤ، لوٹ مار اور تشدد کے جتنے واقعات پیش آئے ہیں ان کی
 تعداد گذشتہ کئی دہائیوں کے مجموعی جرائم سے زیادہ ہو چکی ہے، پولیس نے ابتداء میں اس غضب
 کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے منافقانہ طرز اپنایا۔ قوم سے اجتماعی معافی مانگی، جرائم تسلیم کئے،
 ذمہ دار اہلکاروں پر پہلی بار قتل کا مقدمہ درج کیا اور انصاف کی یقین دہانیاں کروا کے قوم سے
 گھروں کو لوٹ جانے کی اپیل کی لیکن تھوڑی ہی دیر وہ اپنا یہ لبادہ برقرار رکھ سکے اور پھر دوبارہ
 تشددانہ اقدامات پر اتر آئے۔ مظاہرین پر گاڑیاں چڑھائیں۔ وحشیانہ مار پیٹ کی، راہ چلتے
 لوگوں پر ڈنڈے برسائے، لیکن یہ سب کچھ بھی مخفی نہ رہ سکا اور کیمرے کی آنکھ سے ریکارڈ ہو کر
 ساتھ ساتھ نشتر ہوتا رہا۔ نتیجتاً عوامی غیض و غضب بے قابو ہوتا چلا گیا جو تا حال سنبھلنے میں نہیں آ

سکا محتاط اندازوں کے مطابق جو سرکاری املاک، دفاتر اور گاڑیاں نذرِ آتش کی گئی ہیں، ان کی مالیت ۱۰ ارب ڈالر کے لگ بھگ ہے۔ ملٹی نیشنل سٹورز اور عوامی مقامات پر لوٹ مار کے تخمینے اس سے سوا ہیں۔ اب تک 7 پولیس اہلکار قتل ہو چکے ہیں اور اس سے ڈگنے مظاہرین مارے جا چکے ہیں۔

معاشرے میں پھیلے اسلحہ کے ذخائر کے پیش نظر بڑی قاتلانہ کاروائیوں کا خطرہ ہر آن موجود ہے۔ ۱۱۹ سال بعد پہلی بار ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے

فوج کی خدمات

حاصل کرنا پڑی ہیں

جس پر ٹرمپ کو شدید

تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا

ہے اور اسے امریکی

آئین میں انحراف کے

مترادف گردانا جا رہا ہے

۔ لیکن حالات کی خرابی

کس سطح کی ہے اس کا

اپوزیشن، سول سوسائٹی،

اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ

میڈیا اور خود حکومتی حلقے کے کئی اراکین کی شدید مخالفت کے باوجود ٹرمپ فوج بلانے کے فیصلے

سے ہٹنے پر آمادہ نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ خطرہ بھی امریکیوں کے لئے شدید الجھن اور پریشانی میں

اضافے کا باعث بن رہا ہے کہ امریکی پولیس، فوج اور دیگر عسکری اداروں میں سیاہ فام افراد کی

بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ جس انداز میں یہ تحریک چل رہی ہے اور جس طرح دنیا بھر سے سیاہ



فام لوگ اس کی حمایت کر رہے ہیں اگر یہ نسلی تقسیم کی تحریک بن گئی تو ان اداروں کے اندر سے اٹھنے والی بغاوت امریکا کی تباہی پر حتمی مہر ثبت کر دے گی۔

حضرت امیر محترم حفظہ اللہ تعالیٰ نے 2011 میں ایک چشم کشا مضمون ”وہ آگ جو چل پڑی ہے“ کے عنوان سے تحریر فرمایا تھا۔ اس وقت امریکا میں کچھ بد نسل پادریوں کی طرف سے قرآن مجید جلانے کی مذموم مہم چلائی گئی تھی۔ مجاہدین اسلام نے افغانستان اور عراق کے محاذوں پر امریکیوں کو وہ سبق دیا کہ وہ نشانِ عبرت بن کر اس مہم کو روکنے پر مجبور ہوئے۔ اس وقت یہ مضمون تحریر ہوا اور اس میں حالات کا مدلل تجویز پیش کرنے کے بعد یہ جملہ لکھا گیا کہ امریکا کی تباہی سیاہ فام اور گوروں کی لڑائی سے ہوگی۔ ”قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید“ کے مصداق آج یہ جملہ اپنی صداقت بنا نگ دہل منوار ہا ہے کہ اس لڑائی کے ابتدائی اور غیر مسلح مرحلے نے ہی امریکا کو دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے اب تک کے سب سے بدترین بحران سے دوچار کر دیا ہے۔ اگلے کسی مرحلے میں جب یہ قوم لکڑیاں، لائٹ اور پٹرول کی چھوٹی چھوٹی بوتلوں کی بجائے مشین گنوں سے مسلح ہو کر نکل آئی تو..... حالات کا خود اندازہ لگا لیجئے.....

یہ بھی سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک لشکری کو رونانے یہ گھٹن پیدا نہ کر رکھی ہوتی تو شاید حالات اس حد تک خرابی کی طرف نہ جاتے اور قوم جلد حکومت کی باتوں میں آ کر گھروں کو لوٹ جاتی لیکن یہ کرونا کے پیدا کردہ حالات کا نتیجہ نکل رہا ہے کہ ایک خون امریکا کو اس قدر بھاری پڑ گیا ہے۔ امریکا نے اللہ تعالیٰ کے سب سے عظیم لشکر مجاہدین کے ہاتھوں افغانستان میں شکست کھائی اور اب اپنی سرزمین پر کرونا اور سیاہ فام انقلاب کے ہاتھوں شکست و ریخت سے دوچار ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ



فتح مکہ کے کچھ عرصہ بعد بنو تمیم کا وفد بڑی شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا۔

یہ ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھا اور اس میں قبیلہ کے بڑے بڑے رؤساء، شعلہ بیان خطیب اور سحر البیان شاعر شامل تھے۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں میں باہمی فخر اور مقابلے کا جذبہ بہت زیادہ تھا اور وہ لوگ ہر وصف میں ایک دوسرے سے موازنہ کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس بے کار کام کو مذموم قرار دیا اور فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ کو ٹھہرایا۔

بنو تمیم کے لوگوں کے دماغوں میں بھی خاندانی فخر و غرور کا نشہ سما یا ہوا تھا۔ وہ مدینہ منورہ آتے ہی مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔

حضور ﷺ اس وقت گھر کے اندر تھے۔ ان لوگوں کی بیباکی اور اکھڑپن کی یہ کیفیت تھی کہ انہوں نے نہ تو حضور ﷺ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کیا اور نہ اس بات کا لحاظ کیا کہ حضور ﷺ کس درجہ کی شخصیت ہیں۔ بلکہ خانہ اقدس پر جا کر بے تحاشہ آوازیں دینی شروع کر دیں:



"محمد (ﷺ) باہر آؤ اور ہماری بات سنو۔"

حضور کو ان کا اکھڑپن ناگوار تو گزار لیکن آپ (ﷺ) باہر تشریف لے آئے۔ آپ چاہتے تو ان لوگوں کو سخت سزا دے سکتے تھے لیکن آپ (ﷺ) کی شانِ عفو و کرم دیکھئے کہ ان سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی۔

وفد کے ایک رئیس اقرع بن حابس نے حضور (ﷺ) نے کہا:

محمد (ﷺ) میں وہ ہوں کہ خدا کی قسم میری مدح انسان کی عزت کو بڑھا دیتی ہے اور میری ہجو انسان کو داغ لگا دیتی ہے۔"

حضور (ﷺ) نے فرمایا: یہ تو خدا کا کام ہے۔

انہوں نے کہا "ہم سب سے زیادہ معزز ہیں۔"

حضور نے فرمایا "تم سے زیادہ معزز یوسف بن یعقوب تھے۔"

اگرچہ قبول اسلام کے لئے یہ شرط بڑی نامعقول تھی لیکن حضور (ﷺ) چاہتے تھے کہ یہ لوگ کسی طریقے سے بھی دعوتِ حق کو سمجھ جائیں چنانچہ آپ نے فرمایا "میں فخر بازی اور شعر بازی کے لئے مبعوث نہیں ہوا لیکن اگر تم اسی کے لئے آئے ہو تو یونہی سہی، تم اپنا کمال دکھاؤ ہم جو اب دیں گے۔"

بنو تمیم میں ایک شخص عطار دبن حاجب تھے، وہ ایک شعلہ بیان خطیب تھے اور ایک دفعہ نوشیراں کے دربار میں اپنی خطابت کے جوہر دکھا کر کھواب کا خلعت حاصل کر چکے تھے۔

حضور (ﷺ) سے اجازت پا کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہمی تفاخر کے اس مقابلے کا آغاز

اپنی اس تقریر سے کیا:

"تعریف اس خدا کی جس نے اپنے فضل و کرم سے تاج و تخت کا مالک بنایا۔

اہل مشرق میں ہمیں سب سے زیادہ معزز کیا۔

ہمارے خزانے سیم و زر سے بھرے ہوئے ہیں جنہیں ہم فیاضی سے خرچ کرتے ہیں۔
لوگوں میں ہمارا مثل و نظیر نہیں۔

کیا ہم آدمیوں کے سردار اور ان میں صاحب فضل نہیں ہیں؟
اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو تو وہ ہمارے قول سے اچھا قول اور ہمارے حالات سے اچھے حالات
پیش کرے۔

اب مجھ کو جو کہنا تھا کہہ چکا۔"

عطار دیہ تقرر کر کے بیٹھ گئے۔ حضور نے ان کا جواب دینے کے لئے حضرت ثابت بن قیس
انصاریؓ کو اشارہ کیا۔ انہوں نے یہ خطبہ دیا:

"تعریف اس اللہ عزوجل کی جس نے زمین اور آسمان پیدا کئے۔

ان پر اپنا حکم جاری کیا۔

اپنی کرسی اور اپنے علم کو وسعت دی۔

وہ قادر مطلق ہے جو کچھ ہوتا ہے۔

اسی کی قدرت سے ہوتا ہے۔

اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی مخلوق میں سے ہمارے لئے ایک پیغمبر مبعوث کیا
جو سب سے زیادہ شریف النفس ہے۔

سب دنیا سے بڑھ کر راست گو اور سب سے زیادہ شریف الاخلاق ہے۔

پھر اس پیغمبر پر ایک کتاب نازل کی اور اپنی خلقت کا اسے امانت دار بنایا اور وہی وہ شخص ہے
جسے خدا نے سارے عالم سے برگزیدہ کیا۔

پھر اس نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا تو اس کی قوم اور اقربا میں سے پہلے مہاجرین نے حق کو
قبول کیا۔

جو نسب میں افضل ہیں ان کے چہرے سب سے زیادہ روشن ہیں اور ان کے اعمال سب سے اچھے ہیں پھر ان کے بعد سارے عرب میں سے ہم گروہ انصار نے دعوتِ حق پر لبیک کہا۔ لہذا ہم خدا کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں اور لوگ جب تک ایمان نہ لائیں اور لا الہ الا اللہ نہ کہیں ہم ان سے لڑتے رہیں گے اور جو کوئی اللہ اور اللہ کے رسول کو ماننے سے انکار کرے گا ہم اس کے خلاف راہِ خدا میں جہاد کریں گے اور جہاد کرنا ہمارے لئے کوئی دشوار کام نہیں ہے۔

مجھے جو کہنا تھا کہہ چکا اور اب میں تمام مومنین اور مومنات کے لئے بارگاہِ الہی میں دعائے مغفرت کرتا ہوں۔"

تقریریں ہو چکیں تو اشعار کی باری آئی۔ بنو تمیم کی طرف سے ان کے سحر البیان شاعر زبرقان بن بدر کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کی شان میں ایک پُر زور قصیدہ پڑھا جس میں خود ستائی، بلند مرتبہ ہونے کے دعوے اور نخوت کے سوا کچھ نہ تھا تاہم اس کے زورِ بیان اور فصاحت و بلاغت میں کوئی کلام نہ تھا۔

حافظ ابن حجرؒ نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ زبرقان کے اشعار سن کر خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من البیان لسحراً

یعنی کچھ تقریروں میں تو جادو ہوتا ہے۔

زبرقان بیٹھے تو حضور ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ ان کا جواب دیں۔

حضرت حسانؒ شاعر و شاعری کے بادشاہ تھے۔ زمانہ جاہلیت میں شاہانِ غسان کے درباروں میں اپنے حسنِ کلام اور طاقتِ لسانی کا لوہا منوا چکے تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد ان کی شاعری کے جوہر اور بھی چمک گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے محض رضائے الہی کو اپنا مقصود بنا لیا تھا اور اپنی

شاعری کو مدحت رسول کے لئے وقف کر دیا تھا۔

انہوں نے حضور کا اشارہ پاتے ہی اٹھ کر زبرقان ہی کے بحر اور قافیہ میں فی البدیہہ ایسے فصیح اور بلیغ اشعار سنائے کہ بنی تمیم انگشت بدنداں ہو گئے۔ لیکن وہ آسانی سے کب ہار مانتے تھے۔ زبرقان (اور بروایت دیگر عطارد) پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور چند اشعار اپنی فضیلت میں پڑھے۔ حضرت حسانؓ نے ان اشعار کا بھی برجستہ جواب دیا۔

اب بنو تمیم کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ اقرع بن حابس جو خود بڑے فصیح البیان شاعر اور خطیب تھے اور جن کی اصابت رائے کا سارا عرب معترف تھا۔ یہاں تک کہ متحارب قبائل اپنے جھگڑوں میں ان کو جج بنایا کرتے تھے، بے ساختہ پکارا اٹھے

"باپ کی قسم محمد ﷺ کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے۔ ان کا کلام ہمارے کلام سے زیادہ فصیح اور ان کی زبان ہماری زبان سے زیادہ شیریں ہے۔"

اہل وفد نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور سب اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ لوگ چند دن مدینہ منورہ میں ٹھہرے اور قرآن اور عقائد دین کی تعلیم حاصل کی۔ عطارد بن حاجب اسلام سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے نوشیرواں سے انعام میں پایا ہوا کنخوابی خلعت مدینہ کے بازار میں فروخت کر دیا۔ اس لئے کہ یہ ریشمی تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا "یا رسول اللہ عطارد اپنا خلعت جو اس نے نوشیرواں کے دربار سے حاصل کیا تھا، فروخت کر رہا ہے، آپ اُسے خرید لیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

یہ ریشم کا بنا ہوا ہے اسے وہ مرد استعمال کرے گا جس کا عاقبت میں حصہ نہ ہو۔"

یہ وفد رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے ہر شخص کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کی تقریر ایک مرتبہ پھر پڑھیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں کن اوصاف پر خوش ہونا چاہئے اور ہمارے لئے سرمایہ افتخار کیا باتیں ہیں۔

افسوس کہ آج کے مسلمان نے ان اوصاف کو چھوڑ کر انہیں چیزوں کے حصول میں اپنی زندگی کھپا دی ہے، جن پر کبھی کافر فخر کرتے تھے۔



فضائلِ مکہ مکرمہ

”اور تمہارا رب جو چاہتا پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) چن لیتا ہے“ (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان و زمین بنائے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہی زمین پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو خاص فضیلت عطاء فرمائی۔ اہل ایمان کی سعادت ہے کہ وہ ان مقامات سے محبت رکھتے ہیں اور ان مقامات پر حاضر ہو کر اپنی اُخروی سعادت کا خوب خوب سامان فراہم کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن سے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے، تو اسی دن سے مکہ کو حرمت والا بنا دیا ہے، اس لیے اب قیامت تک یہ مکہ شہر اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ حرمت کی وجہ سے حرمت والا رہے گا۔ اس کی یہ حرمت نہ تو مجھ سے پہلے حلال ہوئی ہے اور نہ ہی میرے بعد، اور میرے لیے بھی صرف کچھ وقت کے لیے اسے حلال کیا گیا تھا۔“

(صحیح البخاری)

مکہ مکرمہ شہر میں وہ مسجد حرام موجود ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ:

”بے شک وہ پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا تو یہ وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے“ (القرآن)

اس مسجد کی نماز کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مسجد حرام میں ایک نماز دیگر مساجد میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے“ (سنن ابن ماجہ)



وبائی امراض کے دنوں میں گھر سے نکلنے اور داخل ہوتے وقت
ان دعاؤں کا اہتمام کریں

گھر میں داخل ہونے کی دعاء

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ . بِسْمِ اللَّهِ
وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا .
پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔ (سنن ابی داؤد)

گھر سے نکلنے کی دعاء

(۱) بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللَّهِ

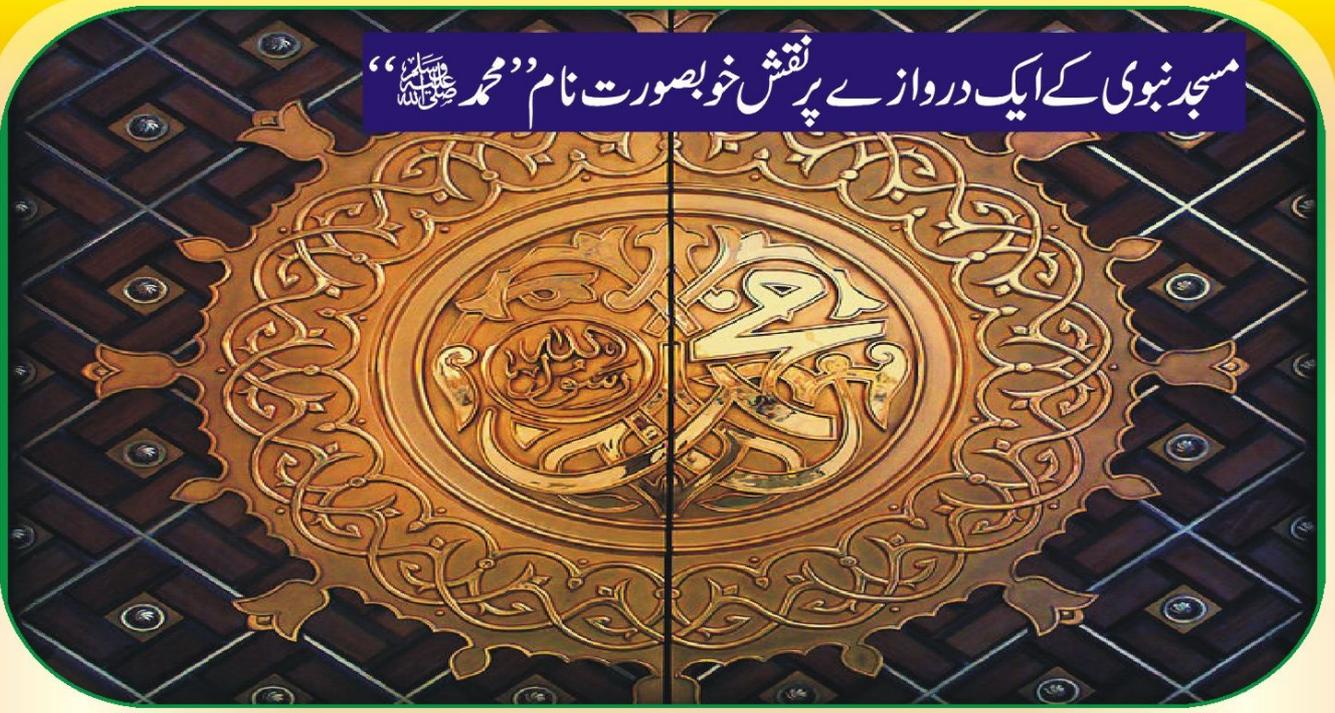
جو شخص یہ دعاء پڑھے تو اس کو کہا جاتا ہے کہ تیری کفایت کر لی گئی، تجھے بچالیا گیا، تجھے ہدایت
دے دی گئی اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے، پھر شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے کہ ایسے
شخص سے تیرا کیا کام؟ جس کو ہدایت دے دی گئی اور جس کی کفایت کر لی گئی اور جس کو بچالیا گیا
(سنن ابی داؤد۔ جامع الترمذی)

(۲) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ

أَزِلَّ أَوْ أُزِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

(سنن ابی داؤد۔ جامع الترمذی)

مسجد نبوی کے ایک دروازے پر نقش خوبصورت نام ”محمد ﷺ“



جبل مکین: جہاں بسا اوقات نبی کریم ﷺ کے اونٹ چرا کرتے تھے



1890ء میں مدینہ منورہ کی فصیل کا منظر

